خطباتِ سید محمود میاںؒ (۹)

محمود الملة والدین شیخ الحدیث حضرت مولانا سیّد محمود میاں صاحبؒ جامعہ مدنیہ جدید کی مسجد حامد میں جمعہ کا بیان فرمایا کرتے تھے جن کی ریکارڈنگ جامعہ کے استاذ مفتی محمد فہیم صاحب کرتے تھے، ان بیانات کی افادیت کے پیشِ نظر انہیں ماہنامہ انوارِ مدینہ کے ذریعہ ہر ماہ حضرتؒ کے مریدین اور عام مسلمانوں تک باقاعدہ پہنچانے کا اہتمام کیا جارہا ہے اللہ تعالیٰ حضرتؒ کے اس فیض کو تاقیامت جاری ومقبول فرمائے، آمین۔ (ادارہ)

نبی علیہ السلام کا یہودیوں سے معاہدہ

﴿ افادات : شیخ الحدیث حضرت مولانا سید محمود میاں صاحبؒ ﴾

عنوانات و نظرثانی : ڈاکٹر محمد امجد

(۳/ جمادی الثانی ۱۴۳۵ھ / ۴/اپریل ۲۰۱۴ء)

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی خَیْرِ خَلْقِہٖ سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ اَمَّابَعْدُ !

یہودیوں سے مصالحت :

نبی علیہ الصلٰوة و السلام نے مدینہ منورہ تشریف لاتے ہی یہودیوں سے ایک معاہدہ کیا کہ آؤ ہم اور تم مل کر ایک معاہدہ کریں، پیش کش کی، عجیب وغریب معاہدہ ہوا، اس میں بہت زیادہ فائدہ مسلمانوں کو بھی تھا اور یہودیوں کو بھی تھا، دنیاوی فائدہ بھی تھا، اُخروی فائدہ مسلمانوں کو تھا، یہودیوں کو تو نہیں تھا، مسلمان ہوں گے تو ہوگا ورنہ نہیں ہوگا لیکن دنیاوی فائدہ ان کو بھی تھا، سیاسی نقصان کسی کا نہیں تھا فائدہ ہی تھا اور وہ تقریباً بارہ نکات تھے جن پر معاہدہ کیا رسول اللہ ﷺ نے، زبانی تو مجھے یاد نہیں ہیں لیکن وہ اہم ہیں آپ کو مختصر سناؤں گا وہ بارہ چیزیں کیا تھیں جن پر رسول اللہ ﷺ نے یہودیوں کے ساتھ معاہدہ کیا ! اور وہ تین قبیلے بنو نضیر، بنو قریظہ اور بنو قینقاع کے لوگ تھے !!

معاہدہ کی چند شقیں :

(۱) اس معاہدے کی پہلی شق یہ تھی کہ مذہبی آزادی ہوگی ! اپنے اپنے مذہب کے مطابق جو جیسی عبادت کرتا ہے کرتا رہے، جو یہودی اپنے مذہب کے مطابق کرنا چاہتے ہیں کریں، اگر کوئی ایک آدھ عیسائی ہے تو وہ (اپنی عبادت میں) آزاد ہے اور جو مسلمان ہے وہ بھی (اپنی عبادت میں) آزاد ہے اسے کوئی مجبور نہیں کرے گا کہ یہاں نماز نہ پڑھو، یہاں پڑھو ! ایسے نہ پڑھو، ایسے نہ پڑھو ! یہ کام نہ کرو، وہ کام نہ کرو (بلکہ) مذہبی آزادی ہوگی برابر، ان کو بھی اور ہمیں بھی ! !

(۲) دوسری شق یہ رکھی جان، مال، عزت، آبرو کی حفاظت ! کہ یہودیوں سے ہمارا جان، مال، عزت، آبرو محفوظ ہے اور ہم سے ان کی محفوظ ہے ! مسلمان ان کو کسی قسم کا جانی، مالی یا عزت آبرو کا نقصان نہیں پہنچائیں گے اور یہودی بھی ہمیں نقصان نہیں پہنچائیں گے ! !

(۳) تیسری شق یہ رکھی کہ ہمارے آپس کے تعلقات دوستانہ ہوں گے دشمن والے نہیں ہوں گے ! پالیسی دوستی پر مبنی ہوگی دشمنی کی بنیاد پر پالیسی نہیں ہوگی ! جیسے ہمارے ہندوستان پاکستان میں ہے کہ ہندوستان پاکستان کو دشمن ملک سمجھتا ہے اور پاکستان ہندوستان کو چنانچہ وہاں فوجیوں کی تربیت ہوتی ہے، پولیس کی تربیت ہوتی ہے، ان کے سکول ہیں، ٹریننگ کالج ہیں، ان میں پاکستان بطورِ دشمن ملک کے ان کے ذہنوں میں بٹھایا جاتا ہے، تربیت دی جاتی ہے ! ہمارے سکول کالج میں بھی جو یہاں کے فوجی ہیں انہیں ہندوستان بحیثیت ایک دشمن ملک کے ذہن میں پکا کیا جاتا ہے ! ! فرمایا اس معاہدہ میں ہمارے تعلقات دوستانہ ہوں گے، دشمنی پر مبنی نہیں ہوں گے، ہم ایک دوسرے کے خیر خواہ ہوں گے اور مل جل کر رہیں گے ! !

(۴) چوتھی شق یہ رکھی کہ مظلوم کی مدد کی جائے گی ! یہودیوں میں جو مظلوم ہو، اگر کسی کے ساتھ زیادتی ہوئی تو ہم بھی اس کی مدد کریں گے، وہ تو کریں گے ہی اس کی مدد، ہم بھی کریں گے ! لیکن ظالم کی مدد کوئی نہیں کرے گا ! یہودیوں میں اگر کوئی ظالم ہوگا تو ان کی یہودی بھی مدد نہیں کریں گے اور مسلمان

بھی اس کی مدد نہیں کریں گے ! مسلمانوں میں اگر کسی نے کسی پر ظلم کیا تو اس ظالم کا ساتھ کوئی نہیں دے گا ! مظلوم کی مدد کی جائے گی ! یہ بھی بالکل معقول بات ہے، ہر آدمی سمجھتا ہے ایسی بات ! !

(۵) پانچویں شق یہ رکھی کہ پڑوسیوں کا احترام ہوگا خاص طور پر، چاہے وہ یہودی پڑوسی ہے مسلمان کا یا مسلمان پڑوسی ہے یہودی کا ! بحیثیت پڑوسی اس کا خیال رکھیں گے، اس کا ادب واحترام کریں گے، اگر خود بھوکا ہے تو وہ تو بھوکا رہے گا، لیکن یہ نہیں کہ خود کھائے اور وہ بھوکا رہے ! یہ بھی نبی علیہ السلام نے رکھا کہ اس میں کافر اور مسلمان کی کوئی تمیز نہیں ہوگی بس وہ ہمارا پڑوسی ہے چاہے کچھ بھی ہے اس کا خیال رکھا جائے گا، پڑوسی کا احترام ہوگا ! یہ تعلیم آج تک (جبکہ) مسلمان جاہل ہو چکا ہے لیکن اس میں موجود ہے اس کے اثرات آج بھی ہیں، پڑوسی کا خیال رکھتے ہیں ! یہودی، عیسائی، کافر لوگ بھی رکھتے ہیں لیکن مسلمان ان کی نسبت زیادہ رکھتے ہیں ! !

(۶) چھٹی شق یہ رکھی کہ اگر کوئی تیسری طاقت مدینہ منورہ پر حملہ کرتی ہے، نقصان پہنچاتی ہے چاہے فوجی نقصان، چاہے تجارتی نقصان، چاہے سیاسی نقصان تو مسلمان اور یہودی دونوں ایک ہوکر اس کا مقابلہ کریں گے ! ہم یہ نہیں سوچیں گے کہ یہ تو یہودیوں کے خلاف آئے ہیں ہم کیوں جائیں ؟ ایسے ہی یہودی بھی یہ نہیں سوچیں گے کہ یہ تو مسلمانوں سے لڑنے آئے ہیں ہم کیوں جائیں ؟ بلکہ اس حیثیت سے کہ ہم سارے مدینہ منورہ کے رہائشی ہیں، ہم اس ضلع کے رہنے والے ہیں، ہم صوبے کے رہنے والے ہیں لہٰذا یہ باہر سے جو آئے ہیں یہ ہم سب کے دشمن ہیں، وہ مشترکہ دشمن تصور ہوگا اور ہم مل کر اس کے خلاف اس کا مقابلہ کریں گے ! چاہے وہ یہودی آئے یہودیوں سے لڑنے تو چونکہ ہم نے اپنے اس یہودی سے معاہدہ رکھا ہے کہ ہم اس کا ساتھ دیں گے اور اس (حملہ آور یہودی) کے خلاف لڑیں گے ! !

(۷) ساتویں شق یہ رکھی کہ باہمی مدد لازمی ہوگی ! اگر کسی کو کسی معاملے میں ضرورت پڑ گئی تو دوسرا فریق لازم اور پابند ہوگا کہ اس کی مدد کرے، چاہے وہ مسلمان ہو، چاہے وہ یہودی ہو ! ایک دوسرے کی مدد ہمیں لازمی کرنی ہوگی، ایسا نہیں ہوگا کہ نہیں میں نہیں، مجھ پر لازم نہیں، تم کرلو، فلاں سے کہہ دو

میں نہیں مدد کرتا، نہیں تمہیں بھی آنا ہوگا ! اگر زید سے کہا ہے تو زید کو بھی مدد کرنی ہوگی، زید یہ نہیں کہہ سکتا کہ میرا بھائی جو عمرو ہے اس کے پاس چلے جاؤ، نہیں تم خود آؤ گے بھائی کو بلاؤ تمہارا مسئلہ ہے، میں نہیں جاؤں گا میں تو تمہارے پاس آیا ہوں مدد مانگنے، تم نے میری مدد کرنی ہے، مجھے ادھر مت بھیجو، بھائی کو بلانا ہے تو تم خود بلاؤ ، تو باہمی نصرت بھی لازمی ہوگی ! !

(۸) ساتویں شق یہ رکھی کہ اگر کوئی فرد کوئی جرم کرتا ہے چاہے مسلمانوں کا یا یہودیوں کا تو اس کی سزا اُسی شخص کو دی جائے گی، اس کی وجہ سے پوری قوم کو مجرم تصور نہیں کیا جائے گا ! جیسے کہ اگر کسی نے کسی کا سر پھاڑ دیا، زخمی کر دیا خدانخواستہ کسی مسلمان نے ہی فرض کرلیں یہودی کا سر پھاڑ دیا، اس کے ساتھ زیادتی کر دی تو اب یہودی یہ شور نہیں مچائیں گے کہ آجاؤ یہودیو! مسلمانوں نے یہ کر دیا، یہ نہیں کہنا، یہ کہنا ہے کہ زید نے یوں کیا، بکر نے یہ نقصان پہنچا دیا ہمارے آدمی کو، یہ نہیں کہنا مسلمانوں نے، اس سے تو اشتعال پھیل کر لڑائی شروع ہو جائے گی ! یہ مسلمان اور یہودی کی جنگ شروع ہو جائے گی جبکہ مسلمان اور یہودی کا مسئلہ نہیں ہے، یہ ایک آدمی کا قصور ہے، ایک آدمی کے ساتھ ظلم یا زیادتی ہوئی ہے لہٰذا اس کی سزا اسے دی جائے گی اس شخص کو ہی دی جائے گی پوری قوم کو نہیں دی جائے گی ! ایسے ہی اگر کسی یہودی نے کسی مسلمان کے ساتھ زیادتی کی تو اس کا قصوروار مسلمان صرف اس شخص کو ٹھہرائیں گے، اس کے بجائے جیسے جاہلیت میں ہوتا تھا ایسے نہیں ہوگا کہ چونکہ اس نے میرے بھائی کو قتل کر دیا لہٰذا میں اس کے کسی بھی آدمی کو قتل کروں گا، یہ جرم ہے ! نہیں اسی کو قتل کرنا ہے جس نے قتل کیا ہے، قاتل کو قتل کرنا ہے، اس کے بدلے میں قاتل کے بھائی کو، قاتل کے باپ کو یا اس طبقے اور فرقے کے کسی آدمی کو قتل کرنا غلط ہے ! اس سے تو لڑائی اور پھیلے گی ! !

مقصد تو لڑائی ختم کرنا ہے، لڑائیوں کو پھیلانا تھوڑی ہے، اس لیے فرمایا کہ فرد کا جو جرم ہے وہ اُسی فرد کا تصور ہوگا اس کی آڑ میں پروپیگنڈا کر کے انتشار نہیں پھیلائیں گے کہ یہودیوں نے یوں کردیا یا یہودی شور نہیں مچائیں گے کہ مسلمانوں نے یوں کر دیا ! ایسی چیزیں نہیں ہوں گی ! یہ بھی بڑی اہم چیز نبی علیہ السلام نے ارشاد فرمائی !

بلند اخلاق پر مبنی معاہدہ :

یہ ساری شقیں ایسی ہیں کہ جن میں بہت بلند اخلاق ہیں جس کے کافر اور یہودی عادی نہیں تھے لیکن مسلمانوں نے اس معاہدے میں اخلاقی روایتیں زندہ کر کے بتایا کہ ان بنیادوں پر بھی معاہدے ہوا کرتے ہیں کیونکہ کافر لوگ ان اخلاقی چیزوں سے واقف نہیں ہوتے ، نہ ان چیزوں کو وہ سمجھتے ہیں ! !

اس میں مزید شقیں بھی ہیں ، وقت پورا ہو گیا ، ان شاء اللہ مزید بھی آئندہ بتائیں گے

اللہ تعالیٰ عمل کی ، سمجھ کی توفیق عطا فرمائے اور ہم سب کا خاتمہ ایمان پر فرمائے اور آخرت میں رسول اللہ ﷺ کی شفاعت اور ان کا ساتھ نصیب فرمائے ، آمین ! وَآخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ